ہاشم شیر خان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

چیف ایڈیٹر سہ ماہی ''پین ٹاک''

آفتاب لاء چیمبرز، نیو بلاک، ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن

ڈیرہ غازی خان

ڈیرہ غازی خان کا ہندی ادب

''سکھی پروار'' دیوناگری رسم الخط کا خوب صورت نمونہ

Discovered by the writer, it is the only book concerning Hindi literature in Dera Ghazi Khan. More discoveries of this literature that have been consigned to oblivion are indispensable. Unfamiliarity with Hindi language coupled with absence of Hindi literature is responsible for the lost Hindi literature. Even the Hindu family consisting of 16 members living in the small townof Wahowa located in Tehsil Tounsa Sharifis not acquainted with Hindi tongue or Devanagri script. They cannot read, write or speak it. Nor they keep any Hindi literature. Now Dera Ghazi Khan boast that, apart from Saraiki, Balochi, Punjabi, Urdu and English literature, it has Hindi prose in Nagri script. The book titled SukhiPerivar (Happy Family) is authored by Kavi Raj Panth, a practitioner of complementary medicine, and is dedicated to his wife DevkiJee. The contents, typed with Hindi typewriter, are composed of high religious traditions, general morality, common diseases and their treatments, domestic ethics, sexual problems, infertility and their prescriptions. Its portion inscribed with In search of true happiness (in faithful rendition) is divided into three types; physical health, mental satisfaction and spiritual peace. In this essay I have reviewed this newly discovered work.

ایک طویل عرصہ سے راقم اس تحقیق میں رہا کہ ڈیرہ غازی خان کا گم گشتہ ہندی شعری اور ہمہ قسمی نثری سرمایہ دریافت کر کے مقامی ادبی و علمی تاریخ میں بڑھوتری کی جائے۔ ڈیرہ غازی خان کی کل آبادی میں سے ہندوؤں کا تناسب کم وبیش بارہ فی صد تھا، جو کہ قیام پاکستان کے بعد بھارت ہجرت کر گیا۔ یہاں کا ہندو کاروباری ہونے کے ناتے تونگر تھا۔ اسی آسودگی کے سبب وہ تعلیمی، علمی وادبی اور دیگر مثبت سرگرمیوں میں مقامی مسلمانوں سے کہیں بہتر حیثیت میں تھا۔ مسلمان اپنے شعری و نثری اصناف میں سرائیکی اور اُردو زبانوں کو قلمے سخنے وسیلہ اظہار بناتے تھے۔ مقامی ہندو اور مسلمان مشترکہ سرائیکی ہم زبان ہونے اور صدیوں ایک ہی شہر

میں رہنے کے باوجود بھی آپس میں توافق پیدا نہ کر سکے۔ اس کی تین وجوہ ہوسکتی ہیں۔ ایک مذاہب کا فرق، دوسرا معاشی تعلیمی اور سماجی طور پر ہندوؤں کا مستحکم ہونا، جب کہ تیسرا فرق دونوں طبقات کے رہائشی اور کاروباری علاقوں میں حد فاصل ہونا تھا۔ حتیٰ کہ دونوں ایک دوسرے کی خوشی غمی میں بھی جوش نہیں دکھاتے تھے۔ البتہ ایک انتہائی مثبت پہلو یہ تھا کہ ان میں ایک دوسرے سے کسی بھی قسم کا مضائقہ نہیں تھا۔ مسلمان تعلیمی، علمی وادبی طور پر ہندی زبان کے دیوناگری رسم الخط سے کوسوں رہتے۔ اس تفاوت کا نقصان عظیم یہ ہوا کہ مسلمانوں کا دامن ہندی اصناف ادب سے خالی رہ گیا۔ اُن کے برعکس مقامی ہندو مقامی طور پر ہندی کی آب یاری کرتے رہے اور اس ناگری رسم الخط کو تعلیمی علمی و ادبی میدانوں میں حیات بخشتے رہے۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں بھی دیگر اضافی مضامین کی طرح ہندی اور اردو بھی اضافی مضامین کے طور پر پڑھائے جاتے اور ان کے رسم الخط کی تعلیم دی جاتی ۔ ہندی تعلیم کے حصول کے لئے ہندو طلبا پر جوش رہتے ۔ جب کہ مقامی مسلمان طالب علموں کا رجحان ہندی مضمون کی طرف نہ ہونے کے برابر تھا۔ اب بھی مقامی طور پر دو چار ایسے مسلمان بزرگوں سے راقم کی شناسائی ہے، جنہوں نے اپنے دور طالب علمی میں ہندی اضافی مضمون کے طور پر پڑھی تھی او راس کے ناگری رسم الخط سے قدرے آگاہی اور شناسائی حاصل کی تھی۔ مگر امتداد زمانہ اور ہندی کا توالی مطالعہ نہ ہونے کے سبب وہ اس زبان کے رسم الخط اور بوباس کو بھول بیٹھے۔ ضلع میں ہندو شاعر و ادیب ایسے بھی ہو گذرے ہیں، جنھوں نے صرف اردو زبان کے طفیل دوام شہرت پائی۔ ان میں سے ممتاز مزاح نگار اور شاعر رام نرائن فکر تونسوی، ملتان سے جاری ہونے والے اردو میگزین ''شان ہند'' کے بانی چیف ایڈیٹر سرور تونسوی، شہر ڈیرہ غازی خان کے ممتاز شاعر اور ادیب شری امرناتھ مہتہ اور فدائے ادب تونسوی (بعد میں مسلمان ہوکر دھید وداس سے شیخ عبدالقدیر ہوگئے تھے) کے نام نامی ادب وصحافت میں بلند شہرت کے حامل ہیں۔ تحصیل تونسہ کی سب تحصیل وہوا میں ایک ہندو اروڑہ کھتری گھرانا موجود ہے، جن کے افراد کی تعداد 16 ہے۔ اس ہندو خاندان کے سربراہ اوم پرکاش سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس خاندان کا ایک بھی فرد ایسا نہیں جو ہندی زبان اور اس کے دیوناگری رسم الخط سے واقفیت رکھتا ہو۔ البتہ ان کے دادا حکیم ہردیال رام ولد ٹھاکرداس اور ان کے پیش رو بزرگ ہندی زبان اور دیوناگری رسم الخط سے خوب شناسائی رکھتے تھے۔ اوم پرکاش کے والد سیٹھ مہرچند اس زبان اور اس کے رسم الخط سے کوسوں تھے۔ مقامی ہندوؤں کا ہندی زبان اور اس کے دیوناگری رسم الخط سے عدم دل چسپی اور عدم واقفیت کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قیام پاکستان کے بعد سرکاری نصاب سے اس زبان کو فی الفور نکال دیا گیا تھا۔ معروف معنوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہندی زبان اور دیوناگری رسم الخط 1947ء میں ہندوؤں کے ساتھ ڈیرہ غازی خان سے بھارت کے مختلف شہروں میں ہجرت کر گئیں۔

راقم ''بچہ گود میں ڈھنڈورا شہر میں'' کا مصداق بنا رہا۔ ایک دن کسی اور اہم کتاب ضرورت کی تلاش بسیار میں بیس ہزار سے زیادہ کتب پر مشتمل راقم نے اپنا نجی کتب خانہ الٹ دیا۔ جس کی تلاش تھی، وہ کتاب تو نہ مل سکی، البتہ ایک دیوناگری رسم الخط میں تحریر شدہ مطبوعہ ہندی کتاب ہاتھ آگئی۔ یہ کتاب ''آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ'' ثابت ہوتی رہی۔ راقم ہندی سے کور چشم ہونے کی وجہ سے مصنف کا نام، ناگری رسم الخط، انداز اسلوب اور اس کے مندرجات کو فی الفور نہ سمجھ سکا۔ اُسی وقت یہ بھی اندازہ نہ ہوسکا کہ اس کتاب اور اس کے مصنف کا نسلاً تعلق کس خطہ سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ''سکھی پرواز'' راقم کے لئے معدولہ ثابت ہوئی۔

راقم کی ایک ایسی شخصیت سے دیرینہ شناسائی چلی آ رہی ہے، جو ہندی زبان اور اس کے دیوناگری رسم الخط سے اچھا تعارف

رکھتا ہے۔ کتاب مذکور بغل میں دبائے راقم لائسیم ہائی سکول (رجسٹرڈ) کے بانی پرنسپل جناب جاوید اقبال مغل کے پاس ان کے ادارہ بالمقابل تھانہ بی ڈویژن ڈیرہ غازی خان پہنچا اور ان کے آگے کتاب رکھی، انہوں نے کتاب کے ابتدائی صفحات پڑھتے ہی کہا کہ اس کتاب کے مصنف کا تعلق ڈیرہ غازی خان شہر سے ہے۔ ان کی یہ بات سنتے ہی راقم خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کتاب کی دریافت سے ڈیرہ غازی خان میں سرائیکی، اردو، بلوچی، پنجابی اور انگریزی کے ساتھ ساتھ ناگری رسم الخط میں بھی ہندی نثر کے وجود کا اظہار ملتا ہے۔ کتاب کا سرورق ناگری رسم الخط میں یوں ترتیب میں ہے۔

سُکھ سمپتر جیون (شاد آباد زندگی) سُکھی پروار (خوش حال خاندان) محولہ بالا عبارات کے نیچے خاندان کی ایک تصویر اشاعت پذیر ہے۔ جس میں والدین اپنے تین نابالغ بچوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ ایک بچہ ماں کی گود میں ہے، جب کہ دو بچے کھڑے ہیں۔ والدین اور ایک بچے کے ہاتھ میں ایک ایک کتاب ہے۔ یہ تصویر خوش حال پروار کا عکس پیش کر رہی ہے۔ اس تصویر کے نیچے یہ تحریر پڑھنے کو مل رہی ہے۔ مصنف کوی راج پنڈھ حکیم۔ اموت فاریسی۔ ڈیرہ غازی خان۔ سرورق الٹنے کے بعد جس صفحہ پر نظر پڑتی ہے، اُس کی تحریر کچھ یوں ہے۔ سُکھ سمپتر۔ جیون۔ اُتم وستھائی سکھ سواستھے، دیدھاریوں تتھا پر وارک سُکھ ویواہت نندادی دشوں سے پری پورن گرنتھ۔ لیکھک (مصنف) کوی راج پنڈھ ویدکت (حکیم) ویدھا۔ اموت فاریسی۔ ڈیرہ غازی خان۔ پرکاشک (پیش کار) سریندرناتھ۔ مارچ 1934ء۔ اس کے دوسرے صفحے میں اس مجمل تحریر کا سامنا ہوتا ہے۔ پرکاشک (پیش کار) شری سریندرناتھ۔ ڈیرہ غازی خان۔ شری بھیم سنگھ۔ نویگ (نئی صدی) پریس۔ لاہور۔ کتاب مذکور کا پہلا صفحہ انتساب (سنپرگ) سے شروع ہوتا ہے، جسے مصنف نے اپنی جیون ساتھی دیوکی جی کے نام کیا ہے۔ انتساب کے مطالعہ سے یہ آشکار ہوتا ہے کہ مصنف ڈیرہ غازی خان شہر میں ایک ہسپتال چلاتے تھے۔ جس میں دیوکی جی عورتوں کے علاج معالجہ کے لئے پیش پیش رہتی تھیں۔ انتساب کے بعد پیش لفظ میں مصنف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ مذہب سے دُوری کی وجہ سے کثیر افراد زندگی میں خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں کر سکتے اور یہ بھی کہ (پربھو) خدا کی عبادت و ریاضت، اصول وضوابط، صحت وتندرستی کے اصول وغیرہ سے آدمی اپنی زندگی میں بے مثال لطف حاصل کرسکتا ہے۔ پیش لفظ کے بعد کتاب کے مندرجات کا آغاز ہوتا ہے، جس میں خاص طور پر اعلیٰ مذہبی اقدار، عمومی اخلاقیات، عام بیماریاں اور اُن کے علاج جن میں متلی، پیچس، عام موسمی بخار، ملیریا بخار، سردرد، نزلہ اور دیگر بیماریاں، گھریلو اخلاقیات، جنسی مسائل (عورت+ مرد) بچوں کا نہ ہونا (عورت + مرد) بیٹی ہو یا بیٹا کی پیدائش کے لئے علاج او ردیگر نسخہ جات وغیرہ پر سیر حاصل گفت گو کی گئی ہے۔ کتاب ہذا میں ''سچی خوشی کی تلاش میں'' کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں پہلی جسمانی صحت وتندرستی، دوسرے درجے میں ذہنی آسودگی جب کہ تیسرے درجے میں روحانی سکون شامل ہیں۔ کتاب کا آخری سرورق میں ''جیون میں کیا کیا سیکھیں'' کے عنوان سے دس ضروری ہدایات دی گئی ہیں، جن کے آخر میں مصنف کا نام کوی راج۔ اموت فاریسی۔ ڈیرہ غازی خان تحریر ہے۔

کتاب ''سکھی پروار'' ہندی کے ٹائپ رائٹر سے ٹائپ کی گئی ہے۔ یہ کتاب ڈیرہ غازی خان میں ہندی ادب کے لئے مصباح ثابت ہوگی۔ اس کتاب کی دریافت کے بعد یہاں کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کثیر ہندی ادب کا کھوج لگانا انتہائی ناگزیر ہوگیا ہے۔

ओ३म्

सुख सम्पन्न-जीवन

—लेखक—

कविराज पं० वेदव्रत वैद्य

अमृत फार्मेसी

डेरागाज़ीखान

जीवन में क्या क्या सीखें

१. क्षणिकसुख छोड़ स्थिर सुख पाना बुद्धिमानी है !
२. उत्तम सुख और उन्नति के लिए ज्ञान आवश्यक है।
३. नीरोगता ज्ञान का मूल मन्त्र है।
४. दीर्घायु प्राप्त करना अपने हाथ में है।
५. आयु वृद्धि के अनेक सुलभ साधन हैं।
६. निरन्तर स्वास्थ्य के लिये औषधिज्ञान भी ज़रूरी है।
७. बच्चों को उच्च और धनी बनाना हमारे हाथ में है।
८. पारिवारिक सुख के अनन्त साधन हैं।
९. पति पत्नी में प्रेम और वफ़ादारी ज़रूरी है।
१०. पहिले स्वयं उच्च और सुखी बनें।

इस पुस्तक में इन की विस्तृत व्याख्या पढ़ें।

पता—कविराज पं० वेदव्रत वैद्य
अमृत फार्मेसी
डेरागाज़ीखान

केवल कवर हिन्दी भवन प्रेस लाहौर में छपा